سوال

(146) تقلید کا حکم

جواب

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ چار اماموں کی تقلید کرنا فرض یا واجب ہے یا نہیں ؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علیٰ رسول الله، أما بعد!

تقلید اہل اصول نے جو معنی کی ہے وہ یہ ہے کہ کسی کی بات کو بغیر دلیل کے لے لینا اور اس کی اتباع کرنا یہ تقلید کہلاتی ہے ۔ یہ واجب وفرض تو کیا جائز بھی نہیں ہے ۔ اللہ تعالی سورة الاعراف میں فرماتے ہیں :

اتَّبِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ ۗ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ (الاعراف:٣)

''اس کی تابعداری کرو جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل ہوا ہے اس کے علاوہ جو دوسروں سے آیا ہے ۔ اس کی تابعداری مت کرو ۔''

اور ظاہر ہے کہ رب العزت کی طرف سے نازل ہونے والی چیز کتاب اللہ یعنی اللہ کی کتاب یا نبی ﷺ کی حدیث ہے جس کو وحی خفی کہا جاتا ہے ، اللہ تعالی سورہ قیامہ میں فرماتے ہیں :

ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ (القیامة:١٩)

''اور قرآن کا بیان کرنا بھی ہماری ذمہ داری ہے ۔''

اور سورة النحل میں فرماتے ہیں :

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ (النحل:٤٤)

''اور ہم نے یہ قرآن یا دین تمہاری طرف اس لیے نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کے لیے بیان کریں جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے ۔''

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم یا دین قویم کی تبیین یا تشریح اور تفسیر وو ضاحت نبی ﷺ کے حوالے کی گئی ہے اب ان دونوں آیات کو ملانے سے یہ صاف نتیجہ نکلتا

ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جو کچھ قرآن کے متعلق بیان یا شرح فرمائی ہے وہ بھی اللہ تعالی کی طرف سے نازل شدہ ہے اس لیے اتَّبِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ میں قرآن کریم کے ساتھ ساتھ حدیث بھی شامل ہے۔ بہر حال اس ابتدائی آیت کریمہ میں ہمیں یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ اللہ اور رسول کے ارشادات عالیہ کے علاوہ کسی اور کی اتباع نہیں کرنی ''اولوالامر ''یعنی حاکم یا اہل علم کی اتباع کا حکم صرف اس وقت تک ہے جب تک ان کا کام یا طریقہ کتاب وسنت کے برخلاف نہ ہو، اگر ان کا کوئی امر یا قول وفعل کتاب وسنت کے برخلاف ہے تو ان کی اتباع ہر گز ہو گز جائز نہیں ہوگی جس طرح مشہور حدیث ہے :

((لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق)) مسند احمد جلد ٥، صفحہ ٦٦، رقم الحدیث : ٢٠٦٨٠

''یعنی جس بات میں اللہ تعالی کی نافرمانی ہو اور مخلوق کی فرمانبرداری ہو تو اس کی اتباع جائز نہیں ہے۔''

اور ظاہر ہے کہ اللہ کے رسول کی نافرمانی یہ اللہ کی نافرمانی ہوگی جس طرح اللہ تعالی فرماتے ہیں :

وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا (الاحزاب :٣٦)

''جس آدمی نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وہ کھلی گمراہی میں ہے۔''

بہر حال کسی امتی کی اگرچہ وہ علم وفضل کی چوٹی پر فائز ہو تابعداری اس وقت تک ہے جب تک اس کا قول یا فعل اللہ اور اس کے رسول کے ارشادات سے ٹکرانے والا نہ ہو اگر اس کا کوئی بھی عمل یا ارشاد کتاب وسنت کی تعلیمات کے برخلاف ہوگ تو کسی بھی صورت میں اس کی تابعدار جائز نہیں ہوگی جتنے بھی بلند پایہ کے ائمہ گذرے ہیں ان سب کے اقوال ان کے متبعین کی ہی کتابوں میں ملتے ہیں جن میں انہوں نے وضاحت کے ساتھ تاکید فرمائی ہے کہ اگر ان کی کوئی بات کتاب وسنت کے متضاد ہو تو اس کو ترک کردو اور یہ بھی بات ہے کہ ہر آدمی کی کوئی بات لی جائے گی تو کسی بات کو چھوڑا جائے گا ماسوائے آپ ﷺ کی ہستی کے جن کی ہر بات کی لازما اتباع کرنی ہوگی کیونکہ دوسرے مجتہدین سے صحیح باتیں بھی صادر ہوئی ہیں تو کن کن باتوں میں ان سے غلطیاں بھی ہوئی ہیں خصوصا جب چند علمائے کرام کے درمیان کسی مسئلہ پر اختلاف ہو تو اس صورت میں کسی کی بھی اتباع نہیں کی جائے گی بلکہ ان تمام کے اقوال کو کتاب وسنت کی کسوٹی پر پرکھا جائے گا، پھر جو بات قرآن وسنت کے موافق ہوگی اس کو قبول کیا جائے گا اور جس بات میں قرآن وسنت کی موافقت ہوگی اس کو ترک کیا جائے گا جس طرح اللہ تعالی قرآن کریم کے اندر ارشاد فرماتے ہیں کہ :

فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ (النساء :٥٩)

''اور اگر تم کسی بات پر اختلاف کرو تو اس پورے معاملے کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لوٹاو۔''

تقلید کے مفاسد :

(1) :...... مقلد اپنی خداداد صلاحیتوں اور علمی استعداد کو بالکل کھو بیٹھتا ہے جس کی وجہ سے کہ اس کے ذہن پر یہ خیال بیٹھ جاتا ہے کہ اس پر صرف یہ فرض ہے کہ وہ کسی نہ کسی ذریعہ سے وہ علم حاصل کرلے کہ اس کے امام نے اس مسئلہ کے متعلق اس کو یوں حکم دیا ہے اس علم حاصل کرنے کے بعد اس پر دوسرا کوئی فریضہ نہیں ہے اور اس کا فرض صرف یہ ہے کہ وہ اپنے امام کے قول پر عمل کرے اور بس! اس لیے ایسا آدمی علم رکھنے کے باوجود کتاب وسنت کے نصوص اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ارشادات عالیہ میں غور وفکر کرنا اور تدبر وتفکر سے کا لینا ترک کر دیتا ہے اور اپنے امام کے اقوال میں غور وفکر کر کے مسائل کا استخراج واستنباط ضروری سمجھے گا، اس لیے وہ اپنی علمی لیاقت کو بالکل بیکار بنا دیتا ہے اللہ تعالی نے جو لیاقتیں اور صلاحیتیں انسان کو عطا فرمائی ہیں۔ جب انسان ان سے کام لینا چھوڑ دیتا ہے تو وہ رفتہ رفتہ بیکار ہو جاتی ہیں اللہ تعالی نے انسان کو دل ، آنکھیں اور کان اس لیے دیئے ہیں کہ وہ ان سے کام لے کر حق کو سمجھ سکے اور پوری طرح عمل پیرا ہو سکے لیکن اگر وہ اپنے دل سے حق کے بارے میں نہیں سوچتا آنکھوں سے حق بات نہیں دیکھتا اور کانوں سے بھی حق بات سننے کے لیے تیار نہیں رہتا تو ایک وقت ایسا آئے گا کہ اس کے یہ سوچنے سمجھنے والے اعضاء بالکل بیکار اور ناکارہ بن جائیں گے پھر ایسے آدمی

کے لیے حق کی راہیں بند ہو جاتی ہیں۔

(2)......اس قسم کی بے دلیل تقلید کا مطلب یہ ہوگا کہ مقلد اپنے مقلد کو گویا نبوت کا منصب دے رہا ہے جب کہ نبی تو اللہ تعالیٰ کی طرف مبعوث ہوتا ہے اس کی ہر ایک بات، بجائے خود ایک دلیل ہوتی ہے اس لیے نبی کے فرمان ملنے کے بعد کسی امتی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس پیغمبر سے حکم کی دلیل مانگے بلکہ اس کا تو حکم ہی خود دلیل ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر آیا ہے لہٰذا اگر کسی امتی کے بارے میں بھی یہی عقیدہ رکھا جائے یا ذہن میں یہ خیال ڈالا جائے کہ اس کی ہر بات بغیر دلیل کے ہمارے اوپر واجب اور لازم ہے اور ہمیں اس کی لازماً اتباع کرنی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ گویا ہم نے ایک امتی کو نبوت کے منصب پر فائز کر دیا۔

(3)......مقلد حضرات کا طرز عمل ایسے تناقض کا موجب ہے جس کا حل آج تک ان کی طرف سے پیش نہیں ہو سکا ہے، یعنی ایک طرف وہ اپنے آپ کو مقلدین کہلواتے ہیں جس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اپنے امام کے بنا دلیل متبع ہیں کیونکہ اہل اصول کے یہاں تقلید کے معنی ہی یہی ہیں کہ ''اخذ قول الغیر بغیر حجۃ'' یعنی کسی دوسرے کی بات کو بغیر دلیل کے لینا اور اس کو حجت بنا کر اتباع کرنا اور دوسری طرف یہی حضرات اپنے اختلافی مسائل میں کتاب و سنت سے بھی دلائل لیتے رہتے ہیں ظاہر ہے کہ جب ان حضرات کے پاس اپنے مسائل کے متعلق دلائل بھی ہیں جو وہ وقتاً فوقتاً پیش کرتے رہتے ہیں تو پھر وہ غیر مقلد ہوئے کیونکہ دلیل اور تحقیق یہ تقلید کے بالکل منافی ہے اگر کوئی مقلد ہے تو اس کو دلیل پیش کرنے کا کوئی حق نہیں ہے اگر وہ پیش کرتا ہے تو وہ محقق اور غیر مقلد ہوا گویا ان حضرات نے دو متضاد چیزوں کو ایک جگہ جمع کرنے کی کوشش کی ہے لیکن عقل والے اس بات پر متفق ہیں کہ دو نقیض ایک ہی وقت اور ایک ہی جگہ جمع نہیں ہو سکتے مگر یہ حضرات اپنے طرز عمل سے یہ تاثر دے رہے ہیں کہ وہ ایک ہی وقت میں مقلد بھی ہیں تو غیر مقلد بھی یعنی جب وہ دلیل پیش کرتے ہیں تو اس وقت غیر مقلد بن جاتے ہیں۔ اور پھر کہتے ہیں کہ ہم مقلد ہیں یہ تو دو نقیضوں کا جمع کرنا ہوا جو کہ محال ہے۔

(4)......ایک عالم جو قرآن کی تفسیر اور حدیث و فقہ کے درس و عربیت کے دوسرے علم کو پڑھانے اور حدیث وغیرہ کی کتابوں کی شروعات و حواشی لکھنے کے باوجود جب اپنے آپ کو مقلد کہلاتا ہے تو یہ دوسرے الفاظ میں گویا اللہ رب العزت کی نعمت کا انکار کرنا ہوا مقلد کی معنی کسی دلیل کے بغیر کسی کے پیچھے پڑنا اور ایسا کرنے والا جاہل ہوتا ہے پھر اتنے سارے علم رکھنے کے باوجود اپنے آپ کو مقلد یعنی جاہل کہلوانا اللہ تعالیٰ کی نعمت کے انکار کے مترادف ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (الضحیٰ:١١)

''یعنی اللہ کی نعمت کو واضح کر کے بیان کر۔''

مگر یہ حضرات اتنی بڑی نعمت کے اظہار کے بجائے اپنے آپ کو جاہل کہنے پر پتہ نہیں کیوں مصر ہیں۔ ان کا یہ حال ہے کہ جب ان کو دلیل پر نظر پڑنے کے بعد یقینی علم حاصل ہو جاتا ہے کہ اس مسئلہ میں ان کا مؤقف کمزور ہے جس کا وہ کلی طور پر اعتراف بھی کرتے ہیں کہ اس مسئلہ میں ہمارے مخالف کا مؤقف صحیح اور راجح ہے لیکن اس کے باوجود یہ کہنے سے نہیں ڈرتے کہ مؤقف اگرچہ مخالف کا درست ہے لیکن ہم چونکہ مقلد ہیں اس لیے ہمیں اس بات پر عمل کرنا ہے۔ درج ذیل ہم اس کے دو مثال پیش کرتے ہیں :

((فالحاصل ان المسئلۃ الخیار من مہمات المسائل وخالف ابو حنیفۃ فیہا الجمہور وکثیر من الناس من المتقدمین والمتاخرین وصنفوا رسائل فی تردید مذہبہ فی ہذہ المسئلۃ ورجح مولانا شاہ ولی اللہ المحدث دہلوی قدس سرہ فی رسائل مذہب الشافعی من حجۃ الاحادیث والنصوص وکذالک قال شیخنا مدظلہ بترجیح مذہبہ قال الحق والانصاف وان الترجیح للشافعی فی ہذہ المسئلۃ ونحن مقلدون یجب علینا تقلید امامنا ابی حنیفۃ رحمہ اللہ اعلم التقریر الترمذی : صفحہ 50 للشیخ الہند محمود الحسن رحمہ اللہ نص تمیل الی قول المخالف فی مسئلۃ السب لکن اتباعنا للمذہب واجب))

البحر الرائق : ص ١٢٥ ج ٥ فصل فی الجزیۃ

اگر جاہل ان پڑھ سوال کرے کہ وہ کیا کرے تو کچھ عالم کہتے ہیں کہ قرآن میں یہ نہیں ہے کہ :

فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (النحل:٤٣)

"کہ اگر تمہیں علم نہیں ہے تو علم والوں سے پوچھو۔"

تو اس سے تقلید ثابت ہوتی ہے تو اس کا کیا جواب ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں پر اللہ تعالی نے یہ نہیں فرمایا کہ تم کسی کی تقلید کرو بلکہ فرمایا کہ علم والوں سے پوچھو، سوال کرو اور اس پوچھنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ پوچھنے والا کسی عالم سے اس طرح دریافت کرے کہ اس مسئلہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا کیا فرمان ہے۔ اس عمل کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ کا کیا نمونہ ہے اس طرح تو نہیں پوچھنا کہ اس مسئلہ کے بارے میں فلاں عالم کا کیا مسلک ہے کیونکہ دینی مسائل میں اتباع صرف اللہ کے دین کی کرنی ہے جس کا مبلغ و مبین رسول اللہ ﷺ کی ہستی ہیں۔ ان باتوں میں ان کے علاوہ کسی اور کے اتباع نہیں کی جائے گی ہاں صرف اس صورت میں ہو سکتی ہے جب اس کے فتوے یا بتائے ہوئے مسئلہ پر کتاب و سنت سے صریح دلیل لائی گئی ہو یا کتاب و سنت کے نصوص میں سے مستنبط اور مستخرج ہو۔ باقی اگر کوئی دلیل نہ صریح ہے اور نہ ہی مستنبط تو ایسی صورت میں اس کی اتباع جائز نہیں ہوگی چنانچہ امام ابو حنیفہ خود فرماتے ہیں کہ اس آدمی پر ہمارے قول کے مطابق فتوی دینا حرام ہے جس کو ہمارے قول کی دلیل کا علم نہ ہو، ظاہر ہے کہ کسی عالم یا امام کی بتائی ہوئی فتوی یا مسئلہ کی ہمیں دلیل معلوم ہو جائے تو اس صورت میں اتباع اس دلیل کی ہوئی نہ کہ امام کی ذاتی رائے کی لہذا یہ تقلید نہ رہی۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ راشدیہ

صفحہ نمبر 530

محدث فتویٰ